حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے "جامع قرآن" ہونے کی وجہ
قرآن پاک کو کتابی صورت میں جمع فرمانا
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن
از قلم
شیخ التفسیر والحدیث استاذ العلماء رئیس التحریر
علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی
باہتمام
خطیب اہلسنت
عطاری پبلشرز
UAN: 111-00-88-65 Ph: 021 2225350-51, 2241411-12 Fax: 2257665

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جامع القرآن

حضور مفسر اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، صاحب تصانیف کثیرہ، پاسبانِ اہل سنت،
خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، حضور فیض ملت، پیر طریقت، رہبر شریعت
حضرت علامہ مفتی پیر محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شیعہ فرقہ کہتا ہے کہ اصل قرآن وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے اور یہ قرآن اصحابِ ثلاثہ کا جمع کردہ ہے اس میں اُنہوں نے اپنی مرضی سے جمع کیا جیسے کیا اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ ''شیعہ قرآن کو نہیں مانتے'' میں لکھ دی۔ یہاں صرف قرآن پاک کی ترتیب اور جمع پر بحث ہوگی اور ثابت کروں گا کہ یہ قرآن اصحابِ ثلاثہ کا جمع کردہ وہی ہے جو لوح محفوظ میں تھا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ قرآن پاک لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تھا۔

قرآن کریم فرماتا ہے

بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾ (پارہ ۳۰، سورۃ البروج، آیت ۲۱، ۲۲)

بلکہ وہ کمالِ شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں

پھر وہاں سے پہلے آسمان پر لایا گیا پھر وہاں سے تیئس سال میں آہستہ آہستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ مگر یہ نازل ہونا اس لکھے کی ترتیب کے موافق نہ تھا کیونکہ ہر نزول بندوں کی ضرورت کے مطابق ہوتا تھا۔ جس آیت کی ضرورت ہوئی وہی آ گئی مثلاً اگر اول ہی سے شراب کے حرام ہونے کی آیتیں اُتر آتیں تو یقیناً عرب کے نئے مسلمانوں کو دشواری واقع ہوتی ہے کیونکہ وہاں عام طور پر شراب پی جاتی تھی۔ اسی طرح سارے احکام کو سمجھ لو لیکن چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک لوح محفوظ پر تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت اس کو ترتیب سے جمع کرا دیتے تھے۔ اس طرح کہ جو حضرات کاتب وحی مقرر تھے اُن کو فرما دیتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد رکھو اور یہ آیت لوحِ محفوظ کی ترتیب کے موافق تھی اور طریقہ اُس وقت یہ تھا کہ حضرت زید ابن ثابت و دیگر بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اس خدمت کو انجام دینے کے لئے مقرر تھے۔

جس وقت جو آیت آتی تھی حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اُونٹ کی ہڈیوں پر کھجور کے پتھوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ اعتماد حفظ پر تھا یعنی اصحابِ کرام علیہم الرضوان پورے قرآن کے حافظ تھے۔ جیسا کہ آج حافظ ہیں بلکہ اس سے زیادہ کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور ﷺ نے دے دی تھی لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں

(۱) چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آ رہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا اور نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لئے اس کو اکثر پڑھتے ہی رہتے ہیں اس لئے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا۔

(۲) جہاد اور دیگر ضروریاتِ دینیہ کی وجہ سے اتنا موقع نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔

(۳) یہ کہ جب تک پورا قرآن نہ آ جاتا اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اُتر چکی تھیں کچھ اُترنے والی ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ کی وفاتِ ظاہری سے کچھ روز پہلے نزولِ قرآن کی تکمیل ہوئی غرض کہ حضور ﷺ کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکا البتہ مرتب ہو گیا۔ اللہ کی شان کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور ﷺ کے وصالِ ظاہری ہی کے سال ملک یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اُس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سخت جنگ کرنی پڑی اور اس جنگ میں تقریباً سات سو حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے۔ تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر اسی طرح حافظ اور قراء شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کیا جنہوں نے حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اس کا مہتمم حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرار دیا تھا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور ﷺ نے نہ کیا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔

نوٹ:۔ اس سے بدعت حسنہ کا ثبوت ملا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بدعات القرآن"

فائدہ:۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں اور کھجور کے پتھوں اور ہڈیوں پر لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا پھر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا پھر اُن کے بعد فاروقِ اعظم کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی پاک بیوی اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ امیر المومنین

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آرمینیہ اور آذربائجان کے کفار سے جنگ فرمارہے تھے۔ وہاں کی مہم سے فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین لوگوں میں قرآن پاک کے متعلق اختلافات شروع ہو گئے ہیں۔ اگر یہ اختلاف بڑھتے رہے تو مسلمانوں کا حال یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائے گا لہٰذا اس کا جلد کوئی انتظام کیجئے۔

وجہ اختلاف یہ تھی کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نسخوں میں حضور ﷺ کے وہ الفاظ بھی لکھے تھے جو آپ نے بطورِ تفسیر ارشاد فرمائے تھے اور وہ حضرات اس کو قرآن کا ہی جز و سمجھ گئے تھے حالانکہ وہ الفاظِ قرآن نہ تھے۔ جیسے کہ مصحف ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ۔ نیز ایک نسخہ تمام ملک کے مسلمانوں کے لئے اب کافی نہ تھا نیز حافظ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جو لقمہ قرآن مجید میں لگتا تھا اس کے نکالنے میں بہت دشواری ہوتی تھی۔ ان وجوہ کی بناء پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا اور ان کی مدد کے لئے عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبداللہ ابن ہشام علیہم الرضوان کو مقرر فرمایا۔ ان حضرات نے اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے پہلے جمع کئے ہوئے قرآن کو منگایا اور پھر اس کا مقابل بلکہ حفاظ حفظ قرآن سے نہایت تحقیق کر کے چھ، سات نسخے نقل کئے اور یہ نسخے عراق، شام اور مصر وغیرہ اسلامی ممالک میں بھیج دیئے اور اصل نسخہ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیا اور جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس تفسیر سے ملے ہوئے قرآن کے نسخے تھے وہ اس کو قرآن پاک ہی سمجھنے لگے۔ الحمد للہ کہ اب تک قرآن پاک اسی طرح بلاکم وکاست مسلمانوں میں چلا آرہا ہے۔

ناظرین ہماری اس تحریر سے سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن مجید کی ترتیب نزول کے مطابق ہو سکتی ہی نہ تھی کیونکہ موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اور قرآن پاک کا نزول ضرورت کے مطابق ہوا اور یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کو ترتیب دینے والے خود رسول پاک ﷺ ہیں لیکن اس کو کتابی شکل میں جمع فرمانے والے اول امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اسی لئے آپ ''عثمان جامع القرآن'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

فقط والسلام

باب اول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو لوح محفوظ میں موجود تھا جسے تئیس سال تک جستہ جستہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں مختلف اوقات میں پیش کرتے رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۱) بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾ (پارہ ۳۰، سورۃ البروج، آیت ۲۱، ۲۲)

بلکہ وہ کمالِ شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں

اور فرمایا

(۲) اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ ﴿ۙ۷۷﴾ فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ ﴿ۙ۷۸﴾ (پارہ ۲۷، سورہ الواقعہ، آیت ۷۷، ۷۸)

بیشک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں۔

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو سید عالم ﷺ پر نازل فرمایا گیا کیونکہ یہ کلامِ الٰہی اور وحی ربانی ہے جس میں تبدیل وتحریف ممکن نہیں۔ (خزائن العرفان)

اور یہ بھی اہل اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۳) اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۔ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۹)

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

کہ تحریف وتبدیل وزیادتی وکمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں تمام جن وانس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حروف کی کمی بیشی کرے یا تغیر وتبدل کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ قرآن مجید کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے ایک یہ کہ اس کو معارضے اور مقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست ونابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

جمع القرآن :۔ آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی موجودہ ہیئت کذائیہ حق اور محفوظ من اللہ ہے اسے اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جمع کیا لیکن حقیقۃً اس کا جامع خود اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اپنے محبوب نبی ﷺ

سے اس کا وعدہ فرمایا

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۔ (پارہ ۲۹، القیمۃ، آیت ۱۷) بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حقانیت کا ثبوت ملا کہ وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم لگایا اس کا ظہور وصدور اپنے محبوب بندوں سے کرایا کیونکہ اس کریم تعالیٰ وعزاسمہ کی عادت کریمہ ہے کہ جو کام اپنے ذمہ لگاتا ہے وہ اپنے بندوں کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا قرآن مجید کا جمع از خود نہ تھا بلکہ منشائے ایزدی ہی تھا کہ یہ کام اس کے یہی محبوب بندے کریں۔

جمع القرآن کے مراحل :۔ سب کو معلوم ہے کہ قرآن مجید تیئس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ اس نازل شدہ آیات اور سورت کو صرف خود حضور ﷺ یاد کر لیتے بلکہ آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنے سینوں میں اسے محفوظ فرما لیتے تھے اس کے باوجود نبی پاک ﷺ نازل شدہ آیات وسورۃ کو فوراً لکھوا لیتے تھے۔ اس کے شواہد ملاحظہ ہوں۔

علامہ عبدالعظیم زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناہل العرفان جلد ۱، صفحہ ۲۴۶ میں لکھتے ہیں

فها هو ذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اتخذ كتابا للوحى كلما نزل شيء من القرآن أمرهم بكتابته مبالغة فى تسجيله وتقييده وزيادة فى التوثق والضبط والاحتياط فى كتاب الله تعالى حتى تظاهر الكتابة الحفظ ويعاضد النقش اللفظ

حضور نبی پاک ﷺ نے کتابت وحی کے لئے چند کاتب مقرر فرمائے تو جب بھی قرآن کا کچھ حصہ نازل ہوتا آپ کاتب کو لکھ لینے کا حکم فرماتے تا کہ توثیق وضبط واحتیاط کتاب اللہ میں پختگی اور مضبوطی ہو اور اس طریقہ سے حفظ قرآن کو مدد ملے اور نقش و لفظ تقویت پائیں۔

کاتبین وحی :۔ یہ لکھنے والے برگزیدہ صحابہ کرام تھے منجملہ ان کے چند اسماء یہ ہیں۔

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳) حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۴) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۵) حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۶) حضرت سیدنا ابان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۷) حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۸) حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۹) حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۰) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وغیرہم۔(مناہل العرفان صفحہ ۲۳۹)

اُس وقت ہمارے دور کی طرح کاغذ وغیرہ کی فراوانی بلکہ کاغذ تھا ہی نہیں۔اُس مقدس دور خیر القرون میں ایک عجیب وغریب طریقہ تھا جسے علامہ زرقانی نے بیان فرمایا کہ

وکان صلی اللّٰہ علیہ وسلم یدلھم علی موضع المکتوب من سورتہ ویکتبونہ فیما یسھل علیھم من العسب واللخاف والرقاع وقطع الأدیم وعظام الأکتاف والأضلاع ثم یوضع المکتوب فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔(زرقانی فی المناہل،جلد ا،صفحہ ۲۴۶،۲۴۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول آیت پر کاتبین سے خود فرماتے کہ اسے فلاں سورۃ کے فلاں مقام پر لکھ دو تو وہ اسی حکم کے مطابق کھجور کے ڈنٹھوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور کھال کی پتلی جھلیوں اور چمڑوں اور چوڑی ہڈیوں اور اُونٹ کی کاٹھیوں اور پسلی کی چوڑی ہڈیوں پر لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رکھ دیا جاتا۔

فائدہ:۔یہی مضمون صحیحین میں بھی ہے۔اس سے واضح ہوا کہ جمع القرآن کا مرحلہ کامل طور پر خود حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے طے فرمایا اور وہ بھی اسی ترتیب سے جس کی تلاوت سے آج ہم سرشار ہو رہے ہیں نہ کہ اس ترتیب سے جسے ترتیب نزول کہا جاتا ہے۔اس کے شواہد حاضر ہیں

(۱)عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزلت علیہ سورۃ دعا بعض من یکتب فقال ضعوھذہ السورۃ فی الموضع الذی یذکر فیہ کذا وکذا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تو آپ کاتب کو بلا کر فرماتے کہ اسے فلاں جگہ پر مرتب کیجئے جہاں فلاں فلاں مضمون ہے۔

(۲)عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ۔

(سنن الترمذی،باب المناقب عن رسول اللہ،فصل فی فضل الشام والیمن،جلد ۵،صفحہ ۳۴۷،رقم الحدیث ۳۹۵۴ مطبوعہ مصر)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن کو مختلف ٹکڑوں سے جمع کرتے تھے۔

(۳)سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ الانفال کو سورۂ البرأۃ سے باہم ملا دیا اور ان دونوں کے مابین "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی سطر نہیں لکھی پھر ان کو سات بڑی سورتوں کے زمرہ میں بھی شامل کر دیا؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد سورتیں نازل ہوا کرتی تھیں اس لئے جہاں آپ پر کچھ قرآن نازل ہوا کرتا آپ فوراً کاتبانِ وحی میں سے کسی کو بلوا کر

حکم دیتے کہ اس آیت کو اس سورۃ میں درج کرو جس میں ایسا ایسا ذکر آیا ہے اور انفال مدینہ میں نازل ہونے والے قرآن میں سے تھی اور سورۃ براۃ کا نزول سب سے آخر میں ہوا تھا۔ اس کے ماسوا برأت کا قصہ بھی انفال کے قصہ سے مشابہ تھا۔ اس لئے میں نے گمان کیا کہ سورۃ براۃ الانفال ہی کا ایک جزو ہے اور رسول اللہ ﷺ ایسی حالت میں انتقال فرما گئے کہ آپ ﷺ نے ہم سے بیان نہیں کیا تھا کہ براۃ منجملہ الانفال کے ہیں۔ ان وجوہ سے میں نے ان دونوں سورتوں کو ساتھ ساتھ کر دیا اور ان کے مابین "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی سطر نہیں لکھی اور اس کو سات بڑی سورتوں کی صف میں جگہ دی۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم)

(۴) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اسی اثناء میں یکا یک آپ ﷺ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر جھکا لینے کے بعد فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے تھے اور کہہ گئے ہیں کہ میں اس آیت کو اس سورۃ کی اس جگہ پر رکھوں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى ۔ (پارہ۱۴، سورۃ النحل، آیت۹۰)

بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا۔

(مسند احمد، باب مسند الشامیین، حدیث عثمان بن ابی العاص عن النبی ﷺ، جلد ۳۶، صفحہ ۳۴۰، رقم الحدیث ۱۷۲۴۰)

(۵) بخاری نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۔ (پارہ۲، سورۃ البقرہ، آیت۲۳۴)

اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں۔ (بخاری شریف)

اس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے تم اس کو نہ لکھو یا اس کو چھوڑ دو۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اے مادر زادہ میں قرآن کی کسی شے کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹاؤں گا۔

(۶) مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کثرت سے کوئی بات نہیں دریافت کی جس کثرت سے "کلالۃ" کی نسبت دریافت کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینہ میں اپنی انگشت مبارک گڑا کر فرمایا تیرے لئے وہی موسم سرما کی نازل شدہ آیت کافی ہے جو سورۃ النساء کے آخر میں ہے۔

(۷) دو حدیثیں جو سورۃ البقرۃ کے خاتمہ کی آیتوں کے بارے میں آئی ہیں۔

(۸) مسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ الکہف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کرلے گا وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یہی حدیث ان الفاظ میں آئی ہے کہ جو شخص

سورۃ الکہف کے آخر کی دس آیتیں پڑھے گا دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(۹) اسی پر اجمالی طور پر دلالت کرنے والے نصوص میں وہ ثابت شدہ اُمور بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد سورتیں پڑھیں مثلاً حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النسآء کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ صحیح بخاری میں مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الاعراف کی قرأت مغرب کی نماز میں فرمائی اور سورۃ قد افلح کے متعلق نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فجر کی نماز میں پڑھا یہاں تک کہ جس وقت حضرت موسیٰ و ہارون (علی نبینا و علیہما السلام) کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی آ گئی اور آپ نے رکوع کیا۔ سورۃ الروم کے متعلق امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ اس سورۃ (روم) کو حضور ﷺ نے صبح کی نماز میں پڑھا تھا۔ سورۃ الٓمّٓ ۝ تَنۡزِیۡلُ اور ھَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ کے متعلق شیخین (بخاری، مسلم) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سورتیں جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں سورۃ ق کی نسبت آیا ہے کہ اس کو خطبہ میں پڑھتے تھے، سورۃ الرحمٰن کی بابت مستدرک وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سورۃ قوم جن کے سامنے پڑھی تھی، سورۃ النجم کی نسبت صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کفارِ مکہ کو سنایا اور اس کے آخر میں سجدہ کیا تھا، سورۃ اقتربت اس کی بابت مسلم کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس کو سورۃ ق کے ساتھ عید کی نماز میں پڑھا کرتے تھے، سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون کی نسبت صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ان دونوں کو نمازِ جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔ سورۃ الصف کی بابت مستدرک میں عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی تھی اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے اس کو مفصل کی مختلف سورتوں میں (ملاکر) ان کے سامنے پڑھا یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔

(۱۰) ایسے ہی حضور ﷺ کے خطبات (جسے آج کل کی اصطلاح میں وعظ یا تقریر کہا جاتا ہے) میں اسی موجودہ ترتیب سے آیات پڑھنا بھی۔

نتیجہ :۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اس کی آیتوں کی ترتیب توفیقی ہے اور صحابہ نے ہرگز اپنی جانب سے کوئی ایسی ترتیب نہیں کی ہے جو نبی کریم ﷺ کی قرأت کے خلاف ہو لہٰذا یہ بات حد تواتر تک پہنچ گئی۔ یاد رہے کہ مفسرین کی اصطلاح میں اس کا نام ''جمع القرآن'' ہے۔

جمع القرآن ۲ :۔ حضرت امام جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتقان جلد اول اٹھارویں فصل میں لکھتے ہیں کہ دوسری مرتبہ قرآن کو جمع اور مرتب کرنے کا اہم کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ یمامہ میں صحابہ

کرام علیہم الرضوان کے شہید ہونے کی خبر ملی تو اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے میرے پاس آ کر کہا کہ معرکہ یمامہ میں بہت سے قاریانِ قرآن کریم شہید ہو گئے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ آئندہ جنگوں میں بھی وہ شہید ہوتے جائیں گے اوراس طرح بہت سا قرآن ہاتھوں سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ آپ قرآن کے جمع کئے جانے کا حکم دیں۔ میں نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جواب دیا جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا میں اسے کس طرح کروں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بخدا یہ بات بہتر ہے غرض یہ کہ وہ مجھ سے بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور میں نے بھی اس بارے میں وہی رائے قائم کر لی جو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قائم کی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا تم ایک سمجھدار نوجوان ہو اور ہم تو متہم نہیں کرتے اور تم رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی بھی تھے اسلئے اب قرآن کی تفتیش اور تحقیق کر کے اسے جمع کرو۔ زید کہتے ہیں واللہ مجھ کو ایک پہاڑ اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دینے کا حکم دیتے تو یہ بات مجھ پر اتنی گراں نہ ہوتی جس قدر قرآن کے جمع کرنے کا حکم مجھ پر شاق گزرا اور میں نے (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا آپ دونوں صاحب وہ کام کس طرح کرتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا واللہ یہ بات بہتر ہے اور پھر وہ برابر مجھ سے اس بارے میں بار بار کہتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل بھی اسی بات کے لئے کھول دیا جس بات کے لئے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دل کھولا تھا۔ پھر تو میں نے قرآن کی تلاش اور جستجو شروع کر دی اسے کھجور کی شاخوں اور سفید پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا اور میں نے سورۃ التوبۃ کے خاتمہ کی آیتیں "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ۔ الایۃ" صرف ابوخزیمہ انصاری کے پاس پائیں اور ان کے سوا کسی سے یہ آیتیں نہ مل سکیں۔ وہ منقول صحیفے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے وفات پائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی محافظت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد وہ صحائف حضرت اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محفوظ رہے۔

ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں عبد اللہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ مصاحف کے بارے میں سب سے زیادہ اجر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ملے گا۔ خدا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحمت کرے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو جمع کیا۔

جمع القرآن میں شیخین کا طریق کار

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ :-

علیہ اتقان جلداول کے اٹھارویں فصل میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی داؤد نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں آ کر کہا جس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی قرآن کی تعلیم حاصل کی ہو وہ آکر اپنے یاد کردہ قرآن کو سنائے اور لکھنے والے اس کو تختیوں اور کھجور کی شاخوں کی ڈنٹھلوں پر لکھتے جاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی شخص سے قرآن کا کوئی حصہ اُس وقت تک تسلیم نہیں کرتے تھے جب تک وہ آدمی اپنے دو گواہ نہ لائے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کو محض لکھا ہوا پانے ہی پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی شہادت ان لوگوں سے باہم پہنچا لیتے جنہوں نے اسے سن کر یاد کیا تھا اور اس کے علاوہ خود زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظِ قرآن تھے۔ غرض یہ کہ قرآن مکتوب کے موجود پانے اور خود حافظ قرآن ہونے کے باوجود ان کا دو شہادتوں کو بھی بہم پہنچا کر اُسے مصحف میں تحریر کرنا حد درجہ کی احتیاط تھی۔ ابن ابوداؤد وہی ہشام بن عروہ کے طریق پر ان کے والد عروہ سے راوی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ پھر اس کے بعد جو شخص تمہارے پاس کتاب اللہ کا کوئی حصہ مع دو گواہوں کے لائے اسے لکھ لو۔ اس حدیث کے تمام راوی معتبر ہیں اگرچہ یہ روایت منقطع ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قول ہے دو گواہوں سے مراد حفظ اور کتابت تھی یعنی قرآن اس کو یاد بھی ہو اور اس کے پاس لکھا ہوا بھی ہو اور سخاوی نے اپنی کتاب جمال القراء میں لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دو گواہ اس بات کی گواہی دیں کہ وہ لکھا قرآن خاص رسول اللہ ﷺ کے روبرو لکھا گیا ہے یا یہ مقصود ہے کہ وہ اُس قرآن کی نسبت شہادت دیں کہ یہ انہی وجوہ میں سے ہے جن پر قرآن کا نزول ہوا ہے۔

ابوشامہ کا قول ہے اور ان (صحابہ) کی غرض یہ تھی کہ قرآن نہ لکھا جائے مگر اُسی اصل سے جو رسول اللہ ﷺ کے روبرو تحریر میں آیا ہے نہ کہ محض یادداشت پر اعتماد کر کے لکھ لینا اسی وجہ سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ التوبۃ کے آخری حصہ کی نسبت کہا ہے کہ میں نے اسے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کے پاس نہیں پایا یعنی اس کو لکھا ہوا صرف انہی کے پاس پایا کیونکہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض یادداشت پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ کتابت کو بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ شہادت لینے سے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں اس بات کی شہادت بہم پہچاتے تھے کہ جو قرآن انہیں کسی نے سنایا ہے آیا وہ نبی کریم ﷺ پر ان کے سال وفات میں پیش ہو چکا ہے یا نہیں اور ابن اشتہ نے کتاب المصاحف میں لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھا۔ لوگ حضرت زید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قرآن کو لاتے تھے اور وہ بغیر دو معتبر گواہ لئے ہوئے اسے نہ لکھتے تھے اور سورۃ براۃ کا خاتمہ محض ابو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس کو لکھ لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ابوخزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت دو گواہوں کے برابر مانی ہے چنانچہ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھ لیا۔

سوال :۔ جب حضور ﷺ نے اپنے سامنے تمام قرآن مجید لکھوالیا تھا پھر اب صحابہ کرام کو کونسی ضرورت پیش آئی کہ وہ اس کام کو بڑے اہتمام سے سرانجام دینے لگے؟

جواب :۔ اس کا جواب صدیوں پہلے علماء کرام لکھ گئے ہیں۔ علامہ حارث المحاسبی نے اپنی کتاب فہم السنن میں لکھا ہے کہ قرآن کی کتابت کوئی نئی بات نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کے لکھنے کا حکم دیتے تھے لیکن وہ قرآن جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا متفرق ٹکڑوں، اونٹ کے شانہ کی ہڈیوں اور کھجور کے شاخ کے ڈنٹھلوں پر لکھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اس کے نقل کرنے اور اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور یہ کاروائی بمنزلہ اس بات کے تھی کہ کچھ اوراق رسول اللہ ﷺ کے گھر میں پائے گئے جن میں قرآن منتشر تھا پھر ان کو کسی جمع کرنے والے نے اکٹھا کر کے ایک ڈورے میں باندھ دیا تا کہ ان میں سے کوئی ٹکڑا ضائع نہ ہو جائے۔

سوال :۔ اگر ایسا شبہ تھا تو بھی خاص ضرورت نہ تھی اس لئے کہ صحابہ حفاظ تھے بلکہ خود خلفاءِ راشدین اور دیگر کاتبین وحی بہت بڑے کامل و مکمل حافظ تھے تو پھر اتنا اہتمام کیوں؟

جواب :۔ یہ ان کے اتقاء اور پرہیزگاری کی دلیل ہے کہ اُنہوں نے اپنے اُوپر اعتماد نہ کیا اور نہ ہی کسی دوسرے خارجی پر بھروسہ کیا بلکہ وہ لوگ ایسی معجزہ تالیف اور معروف نظم کا اظہار کرتے تھے جس کی تلاوت کرتے ہوئے بیس سال تک نبی کریم ﷺ کو دیکھتے آئے تھے اور اس لحاظ سے یہ خوف بالکل نہ تھا کہ اس میں کوئی خارجی کلام ملا دیا جائے گا۔ ہاں ڈر اس بات کا تھا کہ مبادا اس کے صفحوں میں سے کوئی صفحہ ضائع ہو جائے۔

جمع القرآن ۳ :۔ تیسری مرتبہ قرآن کا جمع کیا جانا حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے موقعہ پر شامی اور عراقی دونوں ساتھ مل کر معرکہ آرائی میں شریک تھے وہاں حضرت حذیفہ ان دونوں ممالک کے مسلمانوں کا قرأت میں اختلاف دیکھ کر سخت پریشان تھے۔ اُس وقت آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ اُمت مسلمہ کے یہود اور نصاریٰ کی طرح باہم مختلف ہونے سے پہلے ہی اس کی خبر

لیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سن کر اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ جو صحیفے آپ کے پاس امانت رکھے ہیں انہیں بھیج دیجئے تا کہ میں ان کو مصحفوں میں نقل کرانے کے بعد پھر آپ کے پاس واپس ارسال کردوں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ صحائف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوا دیئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام علیہم الرضوان کو ان کے نقل کرنے پر مامور کیا اور تینوں قریشی بزرگوں سے کہا کہ جہاں کہیں قرآن کے تلفظ میں تمہارے اور زید بن ثابت کے اندر اختلاف ہو وہاں اس لفظ کو خاص قریش ہی کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ قریشیوں کی اس جماعت نے مل کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور جب وہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کر چکے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ صحائف بدستور اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس بھیج دیئے اور اپنے لکھوائے ہوئے مصحفوں میں سے ایک ایک مصحف ممالک اسلامیہ کے ہر ایک گوشہ میں ارسال کر دیا اور حکم دیا کہ اس مصحف کے سوا اور جس قدر صحیفے یا مصحف پہلے کے موجود ہوں ان کو ایسے صفحۂ وجود سے ختم کرو کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔

عثمان جامع القرآن کیوں:۔ انس بن مالک نامی بنی عامر کے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں قرآن کے اندر اس قدر اختلاف تھا کہ پڑھنے والے بچوں اور پڑھانے والوں کے درمیان تلوار چل گئی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا لوگ میرے سامنے ہی قرآن کو جھٹلانے اور اس میں غلطی کرنے لگے ہیں غالباً مجھ سے جو دور ہوں گے وہ ان کی نسبت سے کہیں بڑھ کر جھٹلاتے اور غلطیاں کرتے ہوں گے۔ اے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجتمع ہو جاؤ اور لوگوں کے لئے ایک قرآن لکھو۔

چنانچہ تمام صحابہ نے متفق ہو کر قرآن لکھنا شروع کیا۔ جس وقت کسی آیت کے بارے میں ان کے اندر اختلاف یا جھگڑا ہوتا تو وہ کہتے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص کو پڑھائی تھی پھر اس کو بلوایا جاتا وہ شخص مدینہ سے تین دن کی مسافت پر ہوتا تھا اور جب وہ آجاتا تو اس سے دریافت کرتے کہ فلاں آیت کی قرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کس طرح سنائی تھی؟ وہ شخص کہتا "یوں" اُسوقت اس آیت کو لکھ لیتے اور پہلے سے اس کی جگہ خالی رہنے دیتے تھے۔ (مناہل العرفان للزرقانی)

جمع القرآن کا اہتمام عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف لکھوانے کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے اس غرض سے بارہ مشہور آدمی قریش اور انصار دونوں قبیلوں کے جمع کئے پھر قرآن کے صحیفوں کا وہ صندوق منگوایا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھا۔ صندوق مذکور آ گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لکھنے والوں کی نگرانی اپنے ذمہ لی اور نقل کرنے والوں کا انداز یہ تھا کہ جب ان میں کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو اسے سردست چھوڑ دیتے تھے اور اُس وقت لکھتے نہ تھے۔ محمد بن سیرین کا قول ہے کہ وہ لوگ اس کی کتابت میں اس لئے تاخیر کر دیتے تھے کہ کسی ایسے شخص کا انتظار کریں جس نے ان سب کی نسبت سے کلام اللہ کے آخری دور سے قریب تر زمانہ دیکھا ہے اور پھر اس کے بیان کے مطابق جو کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اسے لکھیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا

ابن ابی داؤد نے صحیح سند کے ساتھ سوید بن عقلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بجز کلمۂ خیر کے اور کچھ مت کہو کیونکہ اُنہوں نے مصاحف میں جو کچھ تغیر کیا ہے وہ ہماری ایک جماعت کثیر کی عام رائے سے کیا ہے۔

فرق مابین جمع شیخین وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنھم :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن کو جمع کرنے میں یہ فرق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کرانا اس خوف سے تھا کہ مبادا حفاظ قرآن کی موت کے ساتھ قرآن کا بھی کوئی حصہ جاتا رہے کیونکہ اُس وقت تمام قرآن ایک جگہ اکٹھا نہیں تھا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کو صحیفوں میں اس ترتیب سے جمع کیا کہ ہر ایک سورت کی آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق یکے بعد دیگرے درج کر دیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن کو جمع کرنے کی یہ شکل ہوئی کہ جس وقت وجوہ قرأت میں بکثرت اختلاف پھیل گیا اور یہاں تک نوبت آ گئی کہ لوگوں نے اپنی زبانوں میں پڑھنا شروع کیا چونکہ عرب کی زبانیں وسیع تھیں۔ اس لئے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک زبان کے لوگ دوسری زبان والوں کو غلط بتانے لگے اور اس بارے میں سخت مشکلات پیش آتیں اور بات بڑھ جانے کا خوف پیدا ہو گیا۔ اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کو ایک ہی مصحف میں سورتوں کی ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا اور تمام عرب کی زبانوں کو چھوڑ کر محض قبیلہ قریش کی زبان پر اکتفا کیا۔ اس کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلیل یہ لائے کہ قرآن کا نزول دراصل قریش ہی کی زبان میں ہوا ہے اگرچہ ابتدا میں دقت اور مشقت دور کرنے کے لئے اس کی قرأت غیر زبانوں میں بھی کر لینے کی گنجائش دے دی گئی تھی لیکن اب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے میں وہ ضرورت مٹ چکی تھی لہٰذا اُنہوں نے قرآن کی قرأت کا انحصار محض ایک ہی زبان میں کر دیا۔

عثمانی جمع قرآن کی غرض و غایت :۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح قرآن کو "مابین اللوحین" ہی جمع کر دینے کا قصد نہیں کیا اس لئے کہ اُنہوں نے تمام مسلمانوں کو ان معروف اور ثابت قرأتوں پر جمع کر دینے کا ارادہ کیا جو نبی کریم ﷺ سے منقول چلی آ رہی تھیں۔ جتنی قرأتیں ان کے سوا پیدا ہو گئی تھیں ان کو مٹا دینا چاہا نیز اُنہوں نے مسلمانوں کو ایک ایسا مصحف دیا جس میں کوئی تقدیم، تاخیر اور تاویل نہیں۔ وہ تنزیل کے ساتھ ثبت کیا گیا ہے اس کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی ہے وہ مصحف اپنے رسم کی مثبت دلیل کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس کی قرأت اور حفظ کے مفروض کا لحاظ کیا گیا ہے تا کہ بعد میں آنے والی نسلیں فساد اور شبہ میں نہ پڑ سکیں اور یہ خوف بالکل مٹ جائے۔ حارث المحاسبی کا قول ہے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ قرآن کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا مگر دراصل بات یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف یہ کیا کہ اپنے پاس رفقاء مہاجرین وانصار کے باہمی اتفاق رائے سے عام لوگوں کو ایک ہی قرأت کرنے پر آمادہ کیا کیونکہ ان کو اہل عراق اور اہل شام کے قرأتوں کے حروف میں باہم اختلاف رکھنے کے باعث فتنہ کا خوف پیدا ہو گیا تھا ورنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے پہلے جس قدر مصاحف تھے وہ تمام ایسی قرأت کی صورتوں سے مطابق تھے جن پر قرأت کا اطلاق ہوتا تھا اور ان پر قرآن کا نزول ہوا تھا اور یہ بات کہ قرآن جملۃً سب سے پہلے کس نے جمع کیا؟ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اگر میں حاکم ہوتا تو مصاحف کے ساتھ وہی عمل کرتا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

فائدہ :۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیائے اسلام کے ہر گوشہ میں جتنے مصاحف ارسال کئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف کیا گیا ہے۔ مشہور قول تو یہ ہے کہ وہ سب پانچ مصحف تھے اور ابن ابی داؤد نے حمزۃ الریات کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر ممالک میں چار مصاحف بھیجے تھے۔ (اتقان) تا کہ جملہ اہل اسلام قرآن مجید کو اسی طریق پر پڑھیں جو الحمدللہ تا حال الیٰ یوم القیمۃ یہی قرأت مروج ہے۔

خلاصۃ البحث :۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صرف جمع کرنے کی کوشش کی تھی نہ کہ اسے ترتیب دینے کی۔ اس لئے کہ بلاشبہ قرآن اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے آسمان میں نازل فرمایا پھر اسے بوقت ضرورت نازل فرماتا رہا۔ اسی وجہ سے نزول کی ترتیب تلاوت کی ترتیب کے علاوہ ہے۔

ابن الحصار کا قول ہے کہ سورتوں کی ترتیب اور آیات انہی جگہوں میں رکھنا وحی کے ذریعہ سے عمل میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ

خود ہی فرما دیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں جگہ رکھو اور اس ترتیب کا یقین رسول اللہ ﷺ کی تلاوت نسبت متواتر نقل سے حاصل ہوا ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کا اس مصحف میں اس طرح رکھنے پر اجماع ہے۔ (اتقان جلد ا)

شیعوں کا قرآن :۔اہل سنت کے قرآن کی تفصیل پڑھنے کے بعد شیعوں کے قرآن کی کہانی بھی پڑھئے۔شیعہ مذہب کا ماہنامہ ''المعرفت'' حیدر آباد ۱۹۶۷ء میں ہے

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے وحی لکھنے والوں کی فہرست تو مسلمانوں نے بڑی لمبی چوڑی بنا رکھی ہے مگر جو کارہائے نمایاں اس سلسلے میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انجام دیئے ہیں وہ آج بھی علی کے علم وحب قرآن کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔سب سے پہلا کام اس سلسلے میں امیر المؤمنین نے یہ کیا کہ قرآن مجید کی تدوین کر کے پیغمبر ﷺ کے سامنے پیش کی۔

ان علیا احدمن جمع القران وعرض علیٰ رسول اللہ۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی)

علی ابن ابی طالب وہ فرد ہیں کہ جنہوں نے قرآن جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔

جس کو نبی اکرم ﷺ نے بہت پسند فرمایا۔غالباً جس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا وہ الگ الگ اوراق پر تھا جو کہ بعد رحلت نبی ﷺ حضرت علی علیہ السلام کتابی میں اُس وقت جمع فرما رہے تھے جب کہ اُمت نے علی علیہ السلام پر حملہ کیا تھا جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ میں اُس وقت تک باہر نہیں نکلوں گا جب تک قرآن کو جمع نہ کرلو۔

آج بھی دنیا کے تقریباً ہر بڑے ملک میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن موجود ہے جب کہ زمانے نے علی علیہ السلام کو کبھی سکون سے نہیں رہنے دیا۔

(۱) ابن ندیم جو چوتھی صدی ہجری کا مورخ ہے اپنی کتاب نفیس (جو فہرست ابن ندیم کے نام سے مشہور ہے) میں لکھتا ہے میں نے خود علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن ابو یعلی حمزہ حسنی کے یہاں دیکھا ہے۔ابو یعلی جلیل القدر شیعوں میں سے ہیں۔ (رجال مجالسی صفحہ ۱۰۸)

(۲) یعقوبی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اس کی تاریخ تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے اسی قرآن کا ذکر کرتا ہے اور سورتوں کی ترتیب اسی طرح بیان کرتا ہے۔

(۳) مقریزی جو ۸۴۵ھ میں فوت ہوا اپنی کتاب (الموعظ والاعتبار بذکر الحفظ والاثار) میں لکھتا ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید کتب خانہ خلفائے فاطمی (مصر) میں موجود ہے۔یہ قرآن جامع عتیق مصر میں ایک خوبصورت شوکیس میں نہایت حفاظت سے محفوظ ہے۔

(۴) سید جمال الدین داؤدی حسنی متوفی ۸۲۸ھ اپنی کتاب عمدۃ الطالب میں صفحہ ۵ بمبئی چھاپ میں لکھتا ہے حضرت علی علیہ السلام کے خزانے میں خود ان کے ہاتھ کا لکھا قرآن تین جلدوں میں تھا۔ ۵۳ ۷ھ کی آتش زدگی میں جل گیا تھا (جب کہ ترکوں نے نجف اشرف کو لوٹا تھا) اس کے بعد لکھتا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا قرآن عبید اللہ علی پر مزار پر دیکھا ہے۔

(۵) تین قرآن مجید امیر المؤمنین علیہ السلام کے لکھے ہوئے سلطان العرب والعجم علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے کتب خانہ (مشہد مقدس) میں موجود ہیں اور ایک نسخہ خود جناب امیر کے کتب خانہ نجف اشرف میں آج بھی موجود ہے۔

قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیوہاروی خاتون پاکستان کے قرآن نمبر میں لکھتے ہیں مصحف علی علیہ السلام (یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن) ایک نسخہ مشہد مقدس کے کتب خانہ امام ہشتم علیہ السلام میں اب تک موجود ہے ۔(ایک نہیں تین جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں)

دوسرا نسخہ :۔ جامع اباصوفیہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ میں جس کو صلاح الدین ایوبی نے کتب خانہ شاہی میں محفوظ کرا دیا تھا۔

تیسرا نسخہ :۔ جو حضرت علی علیہ السلام نے عہد خلافت اول میں اپنی یاد سے مرتب کیا تھا (یہ اسی قرآن کا ذکر ہے جس کو ہم بتلا آئے ہیں کہ اہل خلافت نے جب خلافت بنائی تو حضرت علی علیہ السلام گھر میں تشریف فرما تھے اور قرآن جمع فرما رہے تھے جسے ابن ندیم نے یعلی حمزہ حسنی کے پاس دیکھا تھا)

چوتھا نسخہ :۔ مدینہ منورہ کے امانات مقدسہ میں تھا جو ۱۹۱۸ء میں جملہ امانات مقدسہ کے ساتھ قسطنطنیہ (ترکی کا دارالسلطنت) منتقل ہو گیا تھا۔

پانچواں نسخہ :۔ جامع سیدنا حسینی قاہرہ (مصر) میں ہے یہی بزرگ آگے چل کر لکھتے ہیں

مصاحف عہد خلافت چہارم

حضرت علی علیہ السلام نے قرآن لکھے۔ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اور بعد وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ حضرت کا لکھا ہوا ایک نسخہ جامع ملیہ کے کتب خانہ میں ہے۔ حضرت کے رقم فرمودہ چند اوراق قرآن مجید شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں ہیں۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کچھ سورتیں امیر تیمور کے ہاتھ آگئی تھیں جو کسی زمانہ میں لاہور کے شاہی کتب خانہ میں تھیں پھر پیرس کے کتب خانہ میں پہنچیں اور اب انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر اور چند سورتیں حضرت کی لکھی ہوئی اسی کتب خانے میں ہیں۔

ایک نسخہ حضرت کا مرقومہ جامع مسجد دہلی میں ہے۔

یہ نسخہ فتح دمشق میں امیر تیمور کے ہاتھ آیا تھا۔

حبیب الرحمٰن خاں شیروانی (علی گڑھ) کے یہاں ان کے کتب خانہ میں حضرت کے مرقومہ چار ورق ہیں۔

ایک نسخہ سندھ کے پرانے حکمران تالپور خاندان کے گھرانے میں بھی ہے جو چودہ سوسالہ یادگارِ مرتضوی کی نمائش میں کراچی زیارت کے لئے رکھا گیا تھا۔

متعدد بار کی کوشش کے باوجود افسوس کہ ہم کو اس کی زیارت کا ابھی تک شرف حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر اس کے متعلق مکمل معلومات فراہم کی جائے گی۔

مصحف حسنی

امام حسن علیہ السلام کے دست مبارک کے تحریر کردہ قرآن مجید دنیا میں بہت ہیں۔ (ادارہ)

مثلاً امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ کا تحریر کردہ قرآن مجید کا ایک نسخہ انڈیا آفس لندن کے کتب خانے میں ہے۔

دوسرا جامع مسجد دہلی کے کتب خانے میں ہے جس کے ایک ورق کا فوٹو ۱۳۱۱ھ میں شائع ہوا تھا۔

مجلہ کابل :۔ (کچھ اوراق شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں بھی ہیں جن کی زیارت کا شرف ہم کو بھی حاصل ہوا ہے)

مصحف حسینی :۔ امام حسین علیہ السلام کے دست مبارک کے تحریر کردہ قرآن مجید بھی تبرکاً مختلف مقامات پر ہیں۔ (ادارہ)

امام حسین علیہ السلام کا لکھا ہوا ایک نسخہ تبرکات جامع مسجد دہلی میں ہے۔

مصحف عابدی علیہ السلام :۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے دست مبارک کا تحریر کردہ قرآج مجید جامعہ ملیہ دہلی کے کتب خانہ میں آج بھی موجود ہے جو ۹۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔

اسی عہد کا ایک نسخہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں ہے۔

حمائل مرقومہ بدست حضرت امام حسن عسکری :۔ یہ حمائل صرف چودہ پارہ کی ہے جھلی کے اُوپر خط کوفی میں تحریر ہے کہیں کہیں حاشیہ پر پارہ کا ذکر ہے جیسے ایک جگہ بارہویں پارہ کے شروع میں کیا

ہے۔الجزء الثانی عشر

☆اسی طرح نشانات رکوع کے ہیں اس کے آخری صفحہ پر یہ عبارت ہے کہ جو کہ کرم خوردہ ہو جانے سے دوبارہ لکھی گئی ہے۔

کتبہ حسن بن علی محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن طالب علیہم السلام ۔اس (قرآن) کو لکھا حسن عسکری نے وہ صاحبزادے محمد نقی کے وہ فرزند ہیں محمد تقی کے صاحبزادے ہیں رضا کے وہ دلبند ہیں موسیٰ کاظم کے وہ نور نظر ہیں جعفر صادق کے وہ جگر بند ہیں محمد باقر کے وہ چشم چراغ ہیں علی زین العابدین کے وہ لخت جگر ہیں حسین کے اور وہ نور بصر ہیں علی ابن ابی طالب کے۔

نسخہ ریاست دھولپور قصبہ جاڑی کے سادات گھرانے سید نور الحسن صاحب جیسی صاحب علم وفضل اور شان وشوکت ہستی کے پاس تھا۔

تبصرہ أویسی غفرلہ':۔ یہ تمام نقول ''المعرفۃ حیدرآباد'' امامت نمبر سے لئے گئے ہیں۔اس پر ہمارا شیعہ مذہب سے سوال ہے کہ یہ قرآن مجید جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کردہ ہے باوجود یہ کہ مختلف مقامات پر محفوظ ہے تو تم اسے منظر عام پر کیوں نہیں لاتے حالانکہ نشر واشاعت کے معاملہ میں اہل سنت سے کچھ کم نہیں تا کہ یہ اختلاف ہی ختم ہو جائے کہ قرآن مجید جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع فرمایا ہے وہ حضرت عثمان وشیخین رضی اللہ عنہم کے جمع کردہ قرآن کے عین مطابق ہے تو مذہب حق اہل سنت ہے۔اگر وہ اس کے برعکس ہے تو بھی عوام اہل اسلام تمہاری اس غلط روش سے آگاہ ہو جائیں گے کہ تم اسلام سے دھوکہ کر رہے ہو۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو قرآن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اشاعت کی توفیق بخشے۔

فقط والسلام

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔پاکستان

۲۷رجب المرجب ۱۴۲۶ھ قبل صلوٰۃ الجمعہ